پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتِ حال

2018

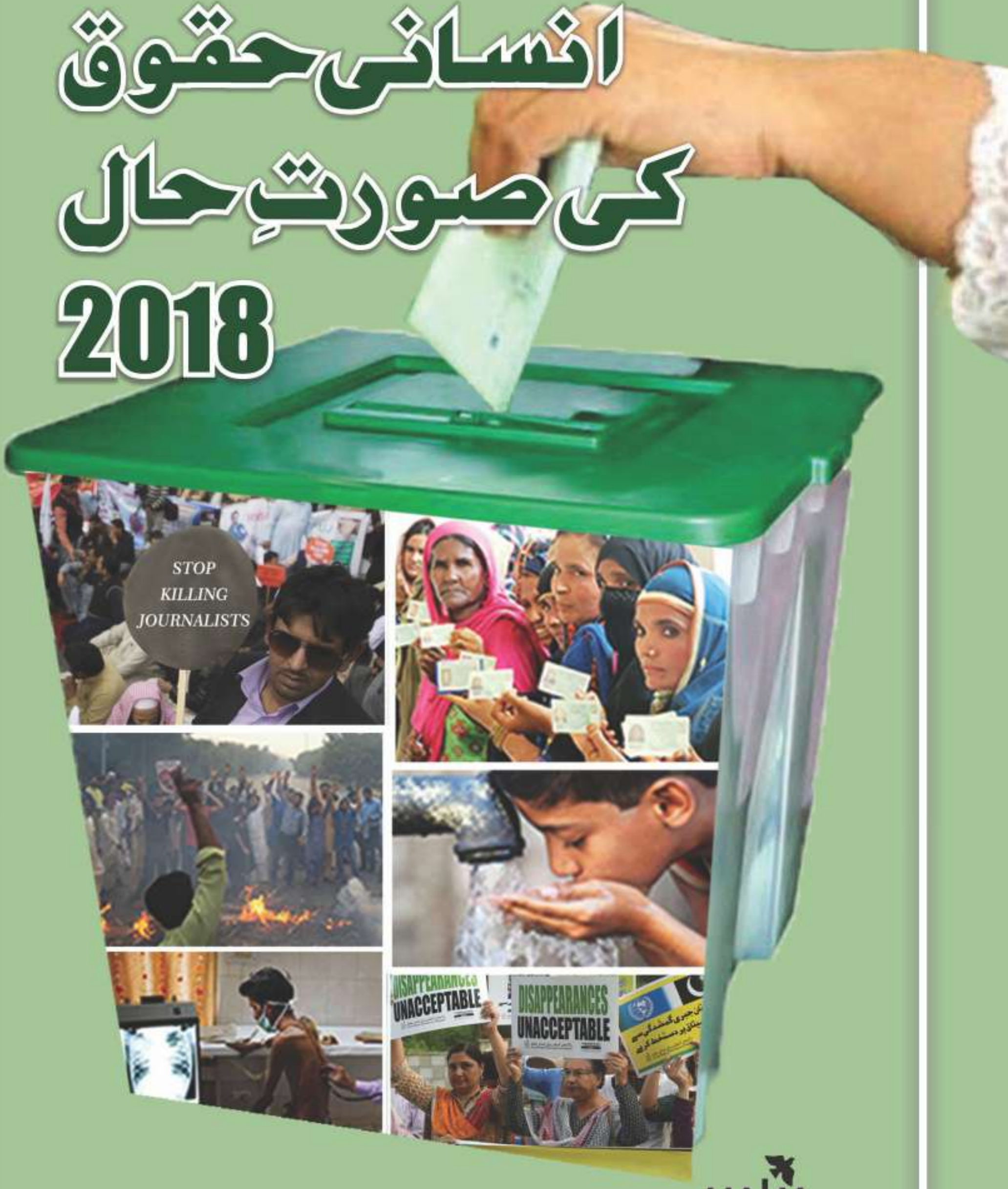

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

پاکستان میں
انسانی حقوق
کی صورتحال
2018

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

ذرائع معلومات

ذرائع، جہاں متن میں ان کا حوالہ نہیں دیا گیا، ایچ آر سی پی کے جائزے پر مبنی رپورٹس، نامہ نگاروں اور عام شہریوں کے ساتھ خط و کتابت، سرکاری گزٹ، اقتصادی اور قانونی دستاویزات اور دیگر سرکاری اطلاعات اور بیانات، قومی اور علاقائی ذرائع ابلاغ میں شائع ہونے والی رپورٹوں اور یو این ڈی پی، آئی ایل او، ڈبلیو ایچ او، یونیسف اور ورلڈ بینک جیسے عالمی اداروں کی مطبوعات پر مبنی ہیں۔ سرکاری رپورٹوں، پریس کے جائزوں اور این جی اوز کی نمونے کی سروے رپورٹوں کو ان کے محدود وسائل کے پیش نظر صورت حال کی مکمل یا حتمی تصویر نہیں سمجھنا چاہیے۔ یہ صرف سال کے دوران سامنے آنے والے رجحانات کی عکاسی کرتی ہیں۔

ناشر

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور - 54600

فون : 92-042-35864994

فیکس : 92-042-35883582

ای میل : hrcp@hrcp-web.org

ویب سائٹ: www.hrcp-web.org

طابع

وژنریز ڈویژن

لاہور

visionariesdivision@gmail.com

جولائی 2019

قیمت : = / 500روپے

3ڈالرز

2.5پاؤنڈ

(علاوہ ڈاک خرچ)

ISBN No.978-969-8324-89-7

ایڈیٹر: مریم حسن

کور ڈیزائن: رِدا فضل

فارمیٹ اینڈ لے آؤٹنگ: جمال احمد/ سید رضا شاہ

فہرست

ذرائع معلومات

اختصارات

تعارف ... 1

اہم نکات ... 3

1- قانون کی حکمرانی

قوانین اور قانون سازی ... 15

انصاف کی فراہمی ... 30

سزائے موت ... 47

پاکستان اور انسانی حقوق کا بین الاقوامی نظام ... 52

2- قانون کا نفاذ

امن و امان کی صورت حال ... 63

قید خانے اور قیدی ... 79

جبری گمشدگیاں ... 91

3- بنیادی آزادیاں

نقل و حرکت کی آزادی ... 99

فکر، ضمیر اور مذہب کی آزادی ... 109

	اظہار رائے کی آزادی	...	124
	اجتماع کی آزادی	...	137
	انجمن سازی کی آزادی	...	147
-4	**فروغ جمہوریت**		
	سیاسی عمل میں شرکت	...	157
-5	**محروم طبقوں کے حقوق**		
	خواتین	...	171
	بچے	...	188
	محنت کش	...	202
	معمر افراد	...	219
	معذوری کا شکار افراد	...	228
	مہاجرین اور آئی ڈی پیز	...	238
-6	**سماجی اور معاشی حقوق**		
	تعلیم	...	255
	صحت	...	270
	رہائش، اراضی پر قبضے اور شہری سہولیات	...	285
	ماحولیات	...	297
	ضمیمے		
	پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی سرگرمیاں	...	311
	اہم مسائل پر کمیشن کا موقف	...	325

اختصارات

اے ڈی بی	ایشین ڈویلپمنٹ بینک
اے ڈی آر	آلٹرنیٹ ڈیسپیوٹ ریزولیوشن (تنازعات کا متبادل حل)
اے جے کے	آزاد جموں وکشمیر
اے این پی	عوامی نیشنل پارٹی
اے ایس آئی	اسسٹنٹ سب انسپکٹر [پولیس]
اے ایس جے	ایڈیشنل سیشن جج
اے ٹی اے	اینٹی ٹیررازم ایکٹ
اے ٹی سی	اینٹی ٹیررازم کورٹ
بی ایچ سی	بلوچستان ہائی کورٹ
بی ایچ یو	بنیادی ہیلتھ یونٹ
سی ڈی اے	کیپیٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی اسلام آباد
سی ای سی	چیف الیکشن کمشنر
سی ای ڈی اے ڈبلیو	سیڈا (عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمے کا کنونشن)
سی سی آئی	کونسل برائے مشترکہ مفادات
سی آئی اے	کریمنل انویسٹی گیشن ایجنسی
سی آئی آئی	کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی [اسلامی نظریاتی کونسل]
سی جے	چیف جسٹس
سی او اے ایس	چیف آف آرمی سٹاف
سی این آئی سی	کمپیوٹرائزڈ نیشنل آئیڈنٹٹی کارڈ
سی آر پی سی	کریمنل پروسیجر کوڈ
سی آر سی	کمیٹی آن دی رائٹس آف دی چائلڈ [بچوں کے حقوق کا کنونشن]
سی آر پی ڈی	کنونشن آن دی رائٹس آف پرسنز ود ڈس ایبلیٹیز (معذوری کے شکار افراد کے حقوق کا معاہدہ)

ڈی سی او	ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر
ڈی ایف آئی ڈی	ڈیپارٹمنٹ فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ یوکے
ڈی آئی جی	ڈپٹی انسپکٹر جنرل [پولیس/جیل خانہ جات]
ڈی پی او	ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر
ڈی ایس جے	ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج
ڈی ایس پی	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس
ای سی ایل	ایگزٹ کنٹرول لسٹ
ای آئی اے	انوائرنمنٹ امپیکٹ اسسمنٹ
ای پی اے	انوائرنمنٹ پروٹیکشن ایجنسی [ادارہ تحفظ ماحولیات]
ای پی آئی	ایکس پینڈڈ پروگرام آف امیونائزیشن
ایف اے ٹی اے (فاٹا)	فیڈرلی ایڈمنسٹرڈ ٹرائبل ایریاز [اب کے پی کا حصہ ہیں]
ایف سی آر	فرنٹیئر کرائمز ریگولیشنز
ایف ڈی ایم اے	فاٹا ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی
ایف آئی اے	فیڈرل انویسٹی گیشن ایجنسی
ایف آئی ڈی ایچ	انٹرنیشنل فیڈریشن فار ہیومن رائٹس
ایف آئی آر	فرسٹ انفارمیشن رپورٹ
ایچ ای سی	ہائر ایجوکیشن کمیشن
ایچ آر سی پی	ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان [پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق]
آئی سی سی پی آر	انٹرنیشنل کنونشن فار سول اینڈ پولیٹیکل رائٹس
آئی سی ای ایس سی آر	انٹرنیشنل کنونشن آن اکنامک، سوشل اینڈ کلچرل رائٹس

آئی ڈی ایم سی	انٹرنل ڈس پلیسمنٹ (اندرون ملک بے گھر ہونے والے افراد کے بارے میں) مینجمنٹ سنٹر
آئی جی	انسپکٹر جنرل [آف پولیس]
آئی ایم ایف	انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ
آئی ایم جی او	انٹرنیشنل نان گورنمنٹ آرگنائزیشن
آئی ایس آئی	انٹرسروسز انٹیلی جنس
آئی ایس پی آر	انٹرسروسز پبلک ریلیشنز
آئی یو سی این	انٹرنیشنل یونین فار دی کنزرویشن آف نیچر
آئی یو ایس	یونیسکو انسٹی ٹیوٹ فار سٹیٹسٹکس (یونیسکو ادارہ برائے شماریات)
جے آئی	جماعت اسلامی
جے جے ایس او	جووینائل جسٹس سسٹم
جے پی پی	جسٹس پراجیکٹ پاکستان
جے یو آئی (ایف)	جمعیت علمائے اسلام (ف)
ایل ایچ سی	لاہور ہائی کورٹ
ایل ایچ ڈبلیو	لیڈی ہیلتھ ورکر
ایم این اے	ممبر قومی اسمبلی
ایم پی اے	ممبر صوبائی اسمبلی
ایم کیو ایم	متحدہ (سابق مہاجر) قومی موومنٹ
این اے	نیشنل اسمبلی
این اے بی	نیشنل اکاؤنٹ ایلبٹی بیورو
این اے سی ٹی اے	نیشنل کاؤنٹر ٹیرازم اتھارٹی
این اے پی	نیشنل ایکشن پلان
این سی ایچ آر	نیشنل کمیشن فار ہیومن رائٹس
این سی ایس ڈبلیو	نیشنل کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن
این ای کیو ایس	نیشنل انوائرنمنٹ کوالٹی سٹینڈرڈز
این جی او	نان گورنمنٹ آرگنائزیشن [غیر سرکاری تنظیم]
این آئی سی	نیشنل آئیڈنٹٹی کارڈ
این آئی آر سی	نیشنل انڈسٹریل ریلیشنز کمیشن
این ایس سی	نیشنل سیکورٹی کونسل
پی اے ای سی	پاکستان اٹامک انرجی کمیشن
پی اے ٹی اے [پاٹا]	پرووِنشلی ایڈمنسٹرڈ ٹرائبل ایریاز [صوبے کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات]
پی ایف یو جے	پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس
پی ایچ سی	پشاور ہائی کورٹ

پی کے ایم اے پی	پختونخوا ملی عوامی پارٹی
پی ایم اے	پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن
پی ایم ایل [این]	پاکستان مسلم لیگ [نواز شریف]
پی او این ایم (پونم)	پاکستان اپریسڈ نیشنز موومنٹ
پی پی سی	پاکستان پینل کوڈ
پی پی پی	پاکستان پیپلز پارٹی
پی ایس	پولیس اسٹیشن
پی ٹی آئی	پاکستان تحریک انصاف
آر ایچ سی	رورل ہیلتھ سنٹر
ایس سی	سپریم کورٹ
ایس اے اے آر سی (سارک)	ساؤتھ ایشین ایسوسی ایشن فار ریجنل کوآپریشن
ایس اے ایف آر او این	سٹیٹس اینڈ فرنٹیئر ریجنز
ایس سی اے آر پی [سکارپ]	سیلنٹی کنٹرول اینڈ ریکلیمیشن پروجیکٹ
ایس سی بی اے	سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن
ایس ایچ سی	سندھ ہائی کورٹ
ایس ایچ او	اسٹیشن ہاؤس آفیسر
ایس آئی	سب انسپکٹر [پولیس]
ایس آئی ٹی ای [سائیٹ]	سندھ انڈسٹریل ٹریڈنگ اسٹیٹ
ایس پی	سپرنٹنڈنٹ آف پولیس
ایس ایس پی	سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس
ٹی ایل پی	تحریک لبیک پاکستان
ٹی ٹی پی	تحریک طالبان پاکستان
یو ڈی ایچ آر	یونیورسل ڈیکلریشن آف ہیومن رائٹس
یو این ڈی سی پی	یونائیٹڈ نیشنز ڈرگ کنٹرول پروگرام
یو این ڈی پی	یونائیٹڈ نیشنز ڈویلپمنٹ پروگرام
یو این ای ایس سی او	یونائیٹڈ نیشنز ایجوکیشنل سائنٹیفک اینڈ کلچرل آرگنائزیشن
یو این یف پی اے	یونائیٹڈ نیشن پاپولیشن فنڈ
یو این ایچ سی آر	یونائیٹڈ نیشنز ہائی کمیشن فار ریفیوجیز [اقوام متحدہ ہائی کمیشن برائے مہاجرین]
یو این آئی سی ای ایف (یونیسف)	یونائیٹڈ نیشنز انٹرنیشنل چلڈرنز ایجوکیشن فنڈ
ڈبلیو اے پی ڈی اے	(واپڈا) واٹر اینڈ پاور ڈویلپمنٹ اتھارٹی
ڈبلیو اے ایس اے	واٹر اینڈ سیوریج اتھارٹی (واسا)

تعارف

عام انتخابات والے برس اگر انسانی حقوق کے معاملات پر پیش رفت اور ان کے تحفظ کو مکمل طور پر پس پشت نہیں بھی ڈالا گیا تو انہیں تعطل کا شکار ضرور کیا گیا۔ انتخابات بذات خود قبل از انتخاب ہونے والی ساز باز اور ووٹوں کی دھاندلی جیسے الزامات، جن کا مکمل ازالہ نہیں ہو سکا نیز تشدد کے بعض خوفناک واقعات کی لپیٹ میں رہے۔

اظہار رائے کی آزادی کے بنیادی حق کی جس طرح کھلم کھلا پامالی کی گئی، خاص طور پر پولنگ سے پہلے کے دنوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ "قومی سلامتی کے خدشات" کے نام پر ذرائع ابلاغ کی کوریج پر پابندیاں لگائی گئیں، صحافیوں نے بڑی حد تک سیلف سنسرشپ اختیار کی، ایک قومی اخبار کی ترسیل بہت زیادہ گھٹا دی گئی اور ذرائع ابلاغ میں بعض واقعات کی کوریج پر مکمل پابندی عائد کی گئی۔

کریک ڈاؤن کا دائرہ بہت وسیع تھا اور یہاں تک کہ یہ رپورٹ بھی کڑی نظر کا نشانہ بنی ہے۔ ملک میں انسانی حقوق کی صورتحال پر رپورٹنگ کرنے کو حکام جس ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں ایچ آر سی پی کو اس کا ذاتی تجربہ ہو چکا ہے۔ اپریل میں رپورٹ کے اجراء کے بعد ایڈیٹر کے گھر پر چھاپہ مارا گیا۔ انہیں ایک گھنٹے تک محبوس رکھا گیا، جسمانی تشدد کی دھمکیاں دی گئیں، سوالات کیے گئے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ انہیں لُوٹا گیا۔ ایسا کرنا نہ صرف اظہار کی آزادی اور فرد کے وقار کی توہین ہے بلکہ چادر و چار دیواری کے تقدس کی پامالی بھی ہے۔

گو کہ اظہار رائے پر پابندیوں کی اطلاعات پورا سال منظر عام پر آتی رہی، مگر جن واقعات نے عوام کے ضمیر کو مسلسل کرب میں مبتلا کیے رکھا وہ جبری گمشدگیاں، ماورائے عدالت قتل، بچوں کے ساتھ زیادتی اور ان کا قتل، عورتوں پر تشدد، بچوں سے مشقت، مذہبی عدم رواداری، اقلیتوں کے ساتھ ظلم، اور "عزت" کے نام پر جرائم۔۔۔ فہرست بہت طویل اور بظاہر نہ ختم ہونے والی ہے۔

پسی ہوئی خواجہ سراء برادری کی مدد کے لیے ہونے والی قانون سازی اور دیگر اقدامات پر منائی جانے والی خوشی نے بعض تلخ حقائق پر پردہ ڈالا جن کا خواجہ سراء بدستور سامنا کر رہے ہیں۔ خواجہ سراؤں پر حملوں اور ان کے قتل کی اطلاعات پورا سال ملتی رہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صرف قانون سازی اور احکامات سے معاشرتی تبدیلی نہیں آسکتی۔

اقلیتوں، خاص طور پر مذہبی اقلیتوں کے خلاف عدم رواداری اور جارحیت میں کوئی کمی نظر نہ آئی۔ اور مذہب کی تضحیک کے قوانین نفرت کا مظاہرہ کرنے کا موقع فراہم کرتے رہے۔ واحد مثبت پیش رفت عدالت عظمیٰ سے آسیہ بی بی کی رہائی تھی، مگر عدالتی فیصلے کے خلاف پھوٹنے والے تشدد پر 'سمجھوتے' سے ہی قابو پایا جاسکا۔

سال کا آغاز چھ سالہ بچی کے ساتھ ہولناک جرم سے ہوا، اور جتنی تیزی سے مجرم کو سزا دی گئی اس کی بنیادی وجہ عوام کا غم وغصہ تھا تاہم، مجرم کو دی جانے والی سزا جرائم کی راہ میں حائل نہ ہوسکی اور بچوں کے ساتھ بدسلوکی اور تشدد کی اطلاعات مسلسل ملتی رہیں اور ایسے جرائم میں ملوث لوگوں کے خلاف عوام کے دلوں میں غم وغصے کے علاوہ یہ مایوس کن احساس بھی موجود تھا کہ یہ معاملہ اس سے کہیں زیادہ سنگین ہے جتنا بظاہر نظر آرہا ہے۔ صنعتوں اور گھروں میں بچوں کے استحصال اور برے سلوک کے خاتمے اور انہیں محفوظ بچپنے کا حق دینے کے لیے اہم اور پُرعزم کاوشوں کی ضرورت ہے۔ ہوسکتا ہے کہ قوانین موجود ہوں یا مستقبل میں بن جائیں مگر کیا ان کے نفاذ کے لیے درکار ارادہ اور ذرائع دستیاب ہیں؟

ازخود نوٹسز کی بھرمار کا سلسلہ اس برس بھی جاری رہا جس پر لوگوں نے سوالیہ نشان اٹھائے، شاید اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ ازخود نوٹس لینے کے حوالے سے بعض معاملات کے چناؤ میں شفافیت نہیں برتی گئی۔ اس کے باوجود، امن وامان کی حالیہ صورتحال سے ظاہر ہوتا ہے کہ کئی قابلِ توجہ مقدمات کبھی بھی نہ سنے جاتے اگر عدالت عظمیٰ ان کا نوٹس نہ لیتی۔

عدالت عظمیٰ کی مداخلتوں کو بہت زیادہ توجہ ملتی رہی، مگر فوجداری نظام انصاف میں اصلاح کے دیرینہ معاملے سے چشم پوشی جاری رہی۔ اور تمام عدالتوں میں جمع ہونے والے مقدمات کی تعداد قابو سے باہر تھی۔ مقدمات کی سماعت میں تاخیر نے سائلین کی مایوسی اور تکلیف میں اضافہ کیا اور وکلاء اور عدلیہ کے درمیان جھگڑے نے عدالتی عمل کو شدید متاثر کیا۔

خاص طور پر، سال کے دوران جو سرگرمیاں زیادہ نمایاں تھیں اور بڑے پیمانے پر رپورٹ ہوتی رہیں وہ قومی احتساب بیورو کی تھیں جس کے کام کرنے کے طریقہ کار کو تعریف اور تنقید کے ملے جلے ردعمل کا سامنا رہا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ بدعنوانی کے خاتمے کے لیے ان کی کوششوں سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہا۔ خاص نشانہ بننے والوں میں سابق وزرائے اعظم، سیاستدان، ذرائع ابلاغ سے وابستہ لوگ، اداروں کے سربراہان (سی ای اوز) اور جامعات کے اہلکار شامل تھے۔

جبری گمشدگیوں اور ماورائے عدالت قتل کے ناسور نے قوم کے تشخص کو بری طرح متاثر کیا۔ شہریوں کے حقوق کی سنگین خلاف ورزیاں اس وقت تک نہیں رکیں گی جب تک متاثرین اور ان کے خاندانوں کو قانونی کاروائی کے لیے مکمل ذرائع نہیں ملتے، اور مجرموں کو سزا سے جو استثنیٰ حاصل ہے وہ ختم نہیں کیا جاتا۔

بے خوف، راست باز اور قانون کی حکمرانی پر کبھی سمجھوتہ نہ کرنے والی انسانی حقوق کی محافظ کی جتنی اس وقت ضرورت ہے اتنی پہلے کبھی نہیں رہی۔ فروری 2018 میں عاصمہ جہانگیر کی اچانک اور المناک موت سے ملک ایک بہادر آواز سے محروم ہوگیا جو پسے ہوئے، نمائندگی سے محروم اور غیر محفوظ طبقوں کے حق میں بولنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتی تھیں۔

عام انتخابات میں ملک نے روشن اور بہتر مستقبل کی امید میں ووٹ ڈالا ہے مگر عوام کی امید بر آئے گی یا نہیں یہ تو وقت ہی بتا پائے گا۔

مہدی حسن

چیئرپرسن

اہم نکات

قوانین اور قانون سازی

- وفاقی پارلیمان نے 2018 میں کل 39 قوانین بنائے۔ یہ تعداد گزشتہ سال سے کچھ زیادہ ہے۔ 2017 میں 34 قوانین منظور کیے گئے تھے۔
- وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات (فاٹا) 31 مئی 2018 کو صوبہ خیبر پختونخوا میں ضم ہوئے۔
- خواجہ سراء افراد (تحفظ اور حقوق) ایکٹ 2018 منظور کیا گیا جو کئی معاملات کا احاطہ کرتا ہے اور خواجہ سرا افراد کو حق دیتا ہے کہ وہ مرضی کی جنسی شناخت کے مطابق اپنی پہچان کرواسکیں۔
- 2000 میں بنائے گئے آرڈیننس کی جگہ بچوں کا نظام انصاف ایکٹ 2018 منظور کیا گیا۔
- سندھ ایک مرتبہ پھر سب سے زیادہ قوانین بنانے والا صوبہ رہا، جبکہ پنجاب دوسرے نمبر پر رہا۔ سندھ حکومت کی جانب سے منظور کیے گئے دو اہم قوانین میں سندھ میٹرنیٹی بینیفٹس ایکٹ 2018 اور سندھ ہوم بیسڈ ورکرز ایکٹ 2018 شامل تھے۔

انصاف کی فراہمی

- سال کے آخر تک، 250 سے زائد نچلی، خصوصی اور اعلیٰ عدالتوں میں 19 لاکھ مقدمات زیر التوا تھے۔
- قومی احتساب بیورو نے سال کے دوران بدعنوانی کے 440 ریفرنس دائر کیے، 503 ملزموں کو گرفتار کیا، 44,315 شکایات وصول کیں، اور 1,713 شکایات کی تصدیق کی۔
- اگرچہ عدالت عظمیٰ کی جانب سے ازخود نوٹسز میں اضافہ دیکھنے میں آیا، تاہم نظام انصاف کی اصلاح کے دیرینہ مسئلے کو ایک مرتبہ پھر نظر انداز کیا گیا۔
- سال کے آخر تک، 4,668 قیدی سزائے موت کے منتظر تھے۔ 2014 سے اب تک کم از کم 500 افراد کو پھانسی دی جا چکی ہے، جن میں سے 14 کو 2018 کے دوران پھانسی دی گئی۔
- سپریم کورٹ کی جانب سے آسیہ بی بی کی رہائی کا تاریخی فیصلہ اس لحاظ سے خوش آئند ہے کہ اس فیصلے سے یہ ثابت ہوا کہ ایک ناقص عدالتی نظام میں بھی، قانون کی حکمرانی اور ایک بے گناہ فرد کا تحفظ ممکن ہوسکتا ہے۔

پاکستان اور انسانی حقوق کا بین الاقوامی نظام

- پاکستان نے انسانی حقوق کونسل کا رکن منتخب ہونے کے موقعے پر اس بات کی تصدیق کی تھی کہ 'وہ عالمی انسانی حقوق اور تمام افراد کی بنیادی آزادیوں کو برقرار رکھنے، فروغ دینے اور ان کا تحفظ کرنے کے لیے پرعزم ہے۔
- ایچ آر سی پی نے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا کہ پاکستان نے انسانی حقوق کے بنیادی امور کو صرف نوٹ' کیا ہے۔ ان میں دیگر امور کے علاوہ، انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں ملوث سکیورٹی فورسز کے خلاف تحقیقات اور قانونی کارروائی، کمزور طبقات کے خلاف امتیازی قوانین میں ترمیم کرنا، توہین مذہب کے قوانین کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے مؤثر اقدامات کرنا، اور مذہبی اقلیتوں کے خلاف تشدد کا استعمال شامل ہے۔
- ماورائے عدالت ہلاکتوں؛ انسانی حقوق کے محافظین کی صورتحال؛ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے دوران انسانی حقوق کے فروغ اور تحفظ؛ مذہب یا عقیدے کی آزادی اور ایذا رسانی اور دیگر ظالمانہ، غیر انسانی یا ذلت آمیز برتاؤ یا سزا کے حوالے سے اقوام متحدہ کے خصوصی رپورٹیئرز کی ملکی دورے کی درخواستیں تا حال زیر التوا ہیں۔
- پاکستان نے آئی ایل او کے آٹھ بنیادی معاہدوں کی توثیق تو کی ہے لیکن ان کا کبھی بھی مکمل اطلاق نہیں کیا۔

امن وامان

- گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی تصادم سے متعلقہ اموات میں کمی دیکھنے میں آئی، اگرچہ 2018 کے عام انتخابات کے دنوں میں جون اور جولائی کے درمیان پرتشدد اموات میں اضافہ ہوا۔
- سال کے دوران، پولیس کی جانب سے بلیک میلنگ اور بھتے، چھاپوں کے دوران تشدد اور ہراسانی، زیر حراست اموات، ایف آئی آر کے اندراج سے انکار اور بدعنوانی کی متعدد شکایات موصول ہوئیں۔
- ایچ آر سی پی مانیٹر کے اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ خواتین کے خلاف جنسی تشدد کے 845 واقعات پیش آئے اور مرد و خواتین کے خلاف غیرت' کے نام پر جرائم کے 316 واقعات پیش آئے۔ یہ کم سے کم اعداد و شمار ہیں۔
- بچوں کے خلاف جنسی زیادتی کے واقعات میں اضافہ ہوا۔ ایک رپورٹ ظاہر کرتی ہے کہ گزشتہ سال کی نسبت 2018 کے پہلے چھ ماہ کے دوران ایسے واقعات میں 32 فیصد، لڑکوں کے خلاف جنسی زیادتی کے واقعات میں 47 فیصد، 0 سے 5 سال کی عمر کے بچوں کے خلاف جنسی زیادتی کے واقعات میں 75 فیصد اضافہ ہوا۔
- قانون سازی کے باوجود، سال کے دوران خواجہ سرا برادری کے خلاف تشدد جاری رہا۔
- پاکستان بھر میں سائبر جرائم اور آن لائن ہراسانی میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا۔

جیلیں اور قیدی

- ملک بھر کی جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدی سب سے بڑا چیلنج بنا رہا۔ ملک کی جیلوں میں گنجائش سے زائد قیدیوں کا تناسب 57 فیصد تھا۔
- بلوچستان کی جیلوں کے بارے عدالت عظمیٰ میں جمع کروائی گئی این سی ایچ آر کی رپورٹ کے مطابق، جیلوں کے انتظام وانصرام میں انسانی حقوق پر مبنی طریقہ کار اپنانا نہایت اہمیت کا حامل تھا۔
- این سی ایچ آر کی ایک اور رپورٹ میں اس بات کا بھی مشاہدہ کیا گیا کہ خیبر پختونخوا کی جیلوں میں ذہنی طور پر بیمار قیدیوں کی حالت خاص طور پر خراب تھی۔
- مئی میں عدالت عظمیٰ کو بتایا گیا کہ حکومت نے 1330 افراد کو حراستی مراکز میں بھیجا جبکہ دیگر 253 کو رہا کیا۔
- وزارت داخلہ کے مطابق، غیر ملکی جیلوں میں قید پاکستانیوں کی تعداد 12000 تھی۔

نقل وحرکت کی آزادی

- ایگزٹ کنٹرول لسٹ (ای سی ایل) کا بے جا اور من مانا استعمال خبروں کی زینت بنا رہا۔
- سیاسی اور احتجاجی ریلیوں میں شرکت کرنے والے لوگوں کی نقل وحرکت پر سرکاری پابندیاں عائد کی گئیں۔
- احتجاج، دھرنوں اور ٹریفک جام کی وجہ سے ملک بھر میں شہریوں کی نقل وحرکت میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔
- پاکستان میں گردوارہ دربار صاحب کو ہندوستانی پنجاب میں ڈیرہ بابا نانک سے ملانے والی کرتارپور راہداری کا 28 نومبر کو سنگ بنیاد رکھا گیا۔

سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی

- مذہبی اقلیتوں کے خلاف تشدد میں کوئی نمایاں کمی واقع نہیں ہوئی۔ اقلیتوں اور ان کی املاک پر حملوں کی اطلاعات موصول ہوتی رہیں۔
- اکتوبر میں، عدالت عظمیٰ نے ایک تاریخی فیصلے میں آسیہ بی بی کو توہین رسالت کے الزامات سے بری کر دیا۔ فیصلے کے بعد ملک بھر میں پائی جانے والی بے چینی کے باعث حکومت کو فیصلے پر نظر ثانی پر اتفاق کرنا پڑا۔
- اسلام آباد ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ شہریوں کی شناخت ان کے مذہب کے ذریعے کی جانی چاہیئے اور سرکاری اور نیم سرکاری ملازمتوں کے لیے درخواست دینے والے افراد کو اہلیت کے معیار پر پورا اترنے کے لیے اپنا عقیدہ ظاہر کرنا چاہیئے۔
- حکومت نے عاطف میاں کا اقتصادی مشاورتی کونسل کے رکن کے طور پر تقرر کیا۔ ان کا تعلق احمدی برادری سے ہونے کی وجہ سے اس اقدام پر شدید ردعمل دیکھنے میں آیا جس پر حکومت نے ان کی نامزدگی کا فیصلہ واپس لے لیا۔
- پنجاب حکومت نے ایک تاریخی بل پنجاب سکھ آنند کرج میرج ایکٹ 2018 منظور کیا جو سکھوں کی شادیوں کی

انجام دہی اور اندراج کا احاطہ کرتا ہے۔

اظہار رائے کی آزادی

- انتخابات کے دنوں میں، تقریر اور اظہار رائے کی آزادی پر پابندیاں بے مثال سطح پر پہنچ گئیں۔
- میڈیا کوریج میں کئی مرتبہ رکاوٹ پیدا ہوئی اور صحافیوں کو دھمکایا گیا جس پر انہوں نے خود پر سنسر شپ عائد کر لی۔ ایسا خاص طور پر سرکاری سیکیورٹی اور انٹیلی جنس ایجنسیوں کے علاوہ جنگجوؤں کی جانب سے ہونے والی زیادتیوں کی رپورٹنگ کے حوالے سے دیکھا گیا۔
- حکومت نے اعلان کیا کہ وہ پاکستان میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی' کے قیام کا ارادہ رکھتی تھی جس پر میڈیا نے تشویش کا اظہار کیا۔ میڈیا کے مطابق یہ صحافت کی آزادی کو محدود کرنے کا ایک اور حربہ تھا۔
- پاکستان کی انٹرنیٹ کی آزادی کی درجہ بندی 2018 میں کم ہوگئی جس کا سبب سائبر جرائم کے غیر واضح قانون، انٹرنیٹ کی بندش، اور سیاسی اختلاف رکھنے والوں کے خلاف سائبر حملوں کو قرار دیا گیا۔ یہ تمام اقدامات قومی سلامتی کے نام پر کیے گئے۔
- فریڈم نیٹ ورک کی ایک رپورٹ نے مئی 2017 سے اپریل 2018 کے دوران ملک بھر میں 150 خلاف ورزیاں قلمبند کیں۔ ان میں صحافیوں اور ذرائع ابلاغ کے اداروں کو زبانی دھمکیاں، قتل، ہراسانی، گرفتاریاں، اغواء، غیر قانونی حراست، اور جسمانی حملے شامل ہیں۔

اجتماع کی آزادی

- ریلیوں اور احتجاجی مظاہروں کو محدود کرنے یا ان میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے کارکنوں کی پیشگی حراست کا مسلسل استعمال کیا گیا، ایسا خاص طور پر انتخابات سے پہلے کے مہینوں میں دیکھنے میں آیا۔
- ریلیوں کو جانے والے راستے بلاک کر دیے گئے اور میڈیا کوریج بند کر دی گئی۔
- کہا جاتا تھا کہ حکومت سڑکوں پر پر تشدد احتجاجی مظاہروں اور حساس مذہبی معاملات پر نفرت انگیز تقریر پر قابو پانے اور اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ایک جامع حکمت عملی تشکیل دے رہی تھی کہ لوگوں کی جان و مال کا تحفظ کیا جا سکے۔
- پولیس نے پر امن احتجاجی مظاہروں میں رکاوٹ ڈالنے یا انہیں منتشر کرنے کے لیے طاقت کا تسلسل کے ساتھ استعمال کیا۔ ان میں بصارت سے محروم افراد بھی شامل تھے جو ملازمتیں اور تنخواہیں نہ ملنے کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔

انجمن سازی کی آزادی

- یونین سازی میں رکاوٹیں، مزدوروں کی یونینوں کا حصہ بننے پر پابندی، بعض قسم کی ہڑتالوں پر پابندیاں اور انہیں ختم کرنے کے لیے استعمال ہونے والے حربے اور ملازمت سے برخاستگی کا خدشہ، ایسے عوامل تھے جو ٹریڈ یونینوں کے افزائش کی راہ میں حائل رہے۔
- 2018 میں آئی این جی اوز پر پابندیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ 18 آئی این جی اوز کو 30 نومبر تک ملک چھوڑنے کا حکم دیا گیا
- طلباء یونینیں بحال کرنے کا معاملہ زیر التوا اور تصفیہ طلب ہی رہا
- سماجی تحریکوں اور بعض سیاسی تنظیموں کے کارکنوں اور حامیوں کو دھمکیوں اور غداری اور دہشت گردی کے الزامات میں حراست کا سامنا رہا

سیاسی عمل میں شرکت

- عام انتخابات قبل از انتخابات سازش اور دھاندلی سے متاثر رہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسے کبھی حل نہیں کیا گیا، اور یہ بات واضح تھی کہ انتخابات سے پہلے کے ماحول نے تمام جماعتوں کو انتخابات لڑنے کے مساوی مواقع فراہم نہیں کیے۔
- انتخابی عمل کی شفافیت پر اس وقت شکوک وشبہات پیدا ہوئے جب سکیورٹی فورسز نے پولنگ ختم ہونے کے بعد پولنگ اسٹیشنوں کا کنٹرول سنبھال لیا، اور تمام پولنگ ایجنٹوں سے کہا کہ وہ اپنی نشستیں چھوڑ دیں اور ایک گھنٹے کے بعد واپس آئیں۔
- قبل از انتخابات ریلیوں اور اجتماعات کے علاوہ پولنگ اسٹیشنوں کو ایک مرتبہ پھر بم حملوں کے ذریعے نشانہ بنایا گیا، اگرچہ یہ واقعات 2013 کے انتخابات کی نسبت کم تھے۔
- میڈیا نے انتخابات میں کالعدم تنظیموں کے انتخابات میں حصہ لینے کی جانب توجہ دلائی تاہم یہ کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔
- ایک نمایاں پیش رفت پشتون تحفظ موومنٹ (پی ٹی ایم) کا ظہور اور اس پر حکومت کا ردعمل تھا۔

خواتین

- صنفی عدم مساوات کے عالمی گوشوارے 2018 کے مطابق پاکستان صنفی برابری کے حوالے سے ایک مرتبہ پھر بدترین ملک قرار پایا۔
- خواتین کے حقوق کے لیے بنائے گئے قوانین کے باوجود خواتین کے خلاف تشدد اور غیر قانونی سرگرمیاں نہ صرف جاری رہیں بلکہ ان میں اضافہ دیکھنے میں آیا۔
- 70 فیصد خواتین اور لڑکیاں زراعت کے پیشے سے وابستہ ہیں اور انہیں ان کے 60 فیصد کام کا معاوضہ نہیں دیا

گیا۔

- ماضی میں ہونے والے انتخابات کی نسبت خواتین کی زیادہ تعداد نے 2018 میں عام نشستوں پر انتخاب لڑا۔ خواجہ سرا امیدواروں نے پہلی مرتبہ انتخابات میں حصہ لیا۔ پہلی شیدی خاتون سندھ اسمبلی، اور پہلی ہندو دلت خاتون سینیٹ کی رکن منتخب ہوئیں۔
- خواجہ سرا افراد (حقوق کا تحفظ) ایکٹ 2018 منظور کیا گیا جس کے تحت انہیں یہ حق ملا کہ وہ اپنی مرضی کی جنسی شناخت کو تسلیم کرا سکیں، اور ان کے خلاف متعدد شعبوں میں ہونے والے امتیازی سلوک کو خلاف قانون قرار دیا گیا۔

بچے

- بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو نشانہ بنایا گیا اور اس مسئلے کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ایسے واقعات تواتر سے پیش آتے رہے۔
- بچوں کی مشقت پر پابندی کے قانون کے باوجود صنعتوں اور گھروں میں یہ سلسلہ جاری رہا اور گھروں میں کام کرنے والے بچوں کے ساتھ بدسلوکی کے واقعات منظر عام پر آتے رہے۔
- اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق، پاکستان میں صرف چار فیصد بچے ایسے ہیں جنہیں 'کم از کم قابل قبول خوراک' ملتی ہے۔
- سندھ کے علاقے تھر میں یکم جنوری سے 31 دسمبر 2018 تک 638 بچے خوراک کی کمی کے باعث ہلاک ہوئے ہیں۔
- قومی کمیشن برائے حقوق اطفال (این سی ار سی) ایکٹ 2017 میں منظور ہوا تھا مگر ابھی تک کمیشن قائم نہیں ہو سکا۔

محنت کش

- سندھ حکومت نے شعبہ محنت سے متعلق بہت زیادہ قوانین منظور کیے، جن میں گھروں میں رہ کر کام کرنے والے مزدوروں کے حقوق کے تحفظ کے لیے منظور ہونے والا قانون بھی شامل ہے جو اپنی نوعیت کا پہلا قانون ہے۔
- محنت سے متعلق عمومی اصولوں اور انسانی حقوق سے متعلقہ آئی ایل او اور یو این کے معاہدات پر عملدرآمد بدستور ایک بڑا چیلنج ہے۔
- بلوچستان اور دیگر صوبوں میں کئی کان کن حادثات میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے جبکہ جائے روزگار پر حفاظت اور صحت کے معیارات کے نفاذ پر کوئی پیش رفت نظر نہیں آئی۔
- قانون سازی کے باوجود، پاکستان کا عالمی غلامی گوشوارے 2018 میں آٹھواں نمبر تھا۔ اندازے کے مطابق 30 لاکھ افراد جدید غلامی/ جبری مشقت کا شکار ہیں۔

- ایک اندازے کے مطابق ملک میں ایک کروڑ،20لاکھ بچے مشقت کرتے ہیں۔

بزرگ شہری

- یو این ایف پی اے کے مطابق، پاکستان میں بزرگ شہریوں کی موجودہ تعداد ایک کروڑ، 10 لاکھ ہے جو 2050 تک چار کروڑ،30لاکھ ہوجائے گی۔
- بزرگ شہریوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے موجودہ قوانین کا نفاذ اور نئے قوانین بنانے کا عمل تکلیف دہ حد تک سست ہے۔
- جولوگ اپنے اہل خانہ کے ساتھ نہیں رہ سکتے ان کے لیے رہائش اور صحت کی سہولیات کا فقدان ہے۔
- غیر رسمی شعبہ معیشت کا70فیصد ہے اس کے باوجود یہ شعبہ ایمپلائز اولڈ بینیفٹ ایکٹ 1976 کے دائرے سے باہر ہے۔

معذوری کے شکار افراد

- معذوری کے شکار افراد پر قابل تصدیق اعداد وشمار کے باعث ان کی تعداد کے حوالے سے مختلف آراء ہیں مگر ڈبلیو ایچ او کے مطابق 15 فیصد لوگ معذوری کا شکار ہیں۔
- معذوری کے شکار افراد کے حقوق کے عالمی معاہدے کی پاکستان نے 2011 میں توثیق کی تھی جس کی روشنی میں بننے والے قوانین کا ابھی تک مکمل نفاذ ہونا باقی ہے اور ان میں بہتری کی بہت زیادہ گنجائش ہے۔
- تاہم معذوری کے شکار افراد کی خودمختاری کا سندھ ایکٹ 2018 سی آر پی ڈی کے اصولوں پر مبنی ہے اور معاملات کو حقوق کے تناظر سے دیکھتا ہے۔
- معذوری کے شکار بچوں اور لوگوں کی تعلیم، تربیت اور روزگار کو بہت زیادہ نظر انداز کیا گیا ہے۔
- پاکستانی معاشرے میں معذوری کے ساتھ جڑے کلنک اور توہم پرستی پی ڈبلیو ڈیز کو معاشرے میں شامل ہونے سے روک رہے ہیں۔

مہاجرین اور آئی ڈی پیز

- نادرا کے مطابق، پاکستان میں رجسٹرڈ افغان شہریوں کی تعداد 28لاکھ سے زیادہ ہے جن میں سے 16 لاکھ کے پاس ثبوت برائے اندراج کارڈ ہے۔ کم از کم دس لاکھ غیر رجسٹرڈ افغان شہری ملک میں رہ رہے ہیں۔
- 2018 میں کل 13,584 افغانوں کی پاکستان سے افغانستان رضا کارانہ واپسی ہوئی۔ یہ تعداد 2017 سے کافی کم ہے جب 57,411 افغان رضا کارانہ طور پر اپنے ملک واپس گئے تھے۔
- فاٹا قدرتی آفات پر قابو پانے کے ادارے کے مطابق، اندازاً 16,136 آئی ڈی پیز خاندان ابھی تک اپنے

علاقے میں واپس نہیں گئے۔

- حکومت نے کہا تھا کہ پاکستان میں پیدا ہونے والے 15 لاکھ افغانوں کو پاکستان کی شہریت دی جاسکتی ہے مگر بعد میں کہا گیا کہ یہ اعلان اس معاملے پر بحث چھیڑنے کے لیے کیا گیا تھا۔
- یہ تاثر قائم رہا کہ تمام افغان مہاجرین مجرمانہ اور دہشت گردی کی کاروائیوں میں ملوث ہیں جس کی نشاندہی ان کی مسلسل ہراسانی اور ان کے خلاف جارحیت سے ہوتی ہے بعض اوقات اس تاثر کو مزید ہوا بھی دی گئی۔

تعلیم

- اطلاعات کے مطابق سکول نہ جانے والے بچوں کی تعداد 22.63 ملین سے بڑھ کر 22.84 ملین ہوگئی ہے۔ ایک اور رپورٹ مثبت پیش رفت کی عکاسی بھی کرتی ہے جس میں بتایا گیا کہ چھ سے 16 برس کی عمر کے بچوں کے داخلہ کی شرح 2016 میں 81 فیصد تھی جبکہ 2018 میں یہ 83 فیصد ہوگئی ہے۔
- گلوبل انٹرپنیورشپ مانیٹر (جی ای ایم) 2019 کے مطابق پرائمری کی سطح تک بچوں کی صرف آدھی تعداد ہی پڑھنے اور حساب کتاب کرنے میں کم ازکم معیار پر پورا اتر سکی ہے جبکہ اے ایس ای آر رپورٹ 2018 میں بتایا گیا ہے کہ بچوں کی سیکھنے کی صلاحیت بہتر ہوئی ہے۔
- عدالت عظمیٰ نے طبقہ امراء کے سکولوں میں فیسیں بڑھنے کے معاملے کا نوٹس لیا تھا۔
- اکتوبر میں وسطی مدت بجٹ میں اعلیٰ تعلیمی کمیشن کا بجٹ 5 ارب روپے کم کر دیا گیا۔
- شدت پسندوں نے گلگت بلتستان، خیبر پختونخوا کے قبائلی علاقوں اور بلوچستان میں 12 سکولوں کو آگ لگائی۔ ان میں سے زیادہ تر لڑکیوں کے سکول تھے۔
- پنجاب، کے پی اور دیگر صوبوں سے جسمانی سزا کی اطلاعات موصول ہوتی رہیں۔

صحت

- شعبہ صحت پر ملک کا خرچہ اس کے جی ڈی پی کا ایک فیصد بھی نہیں بنتا جبکہ ڈبلیو ایچ او کا کہنا ہے کہ یہ 6 فیصد ہونا چاہیے۔
- صحت کی سرکاری سہولیات کے معیار اور پہنچ کے غیر تسلی بخش ہونے کے نتیجے میں بہت بڑی آبادی کا انحصار نجی شعبہ پر ہے جو کہ بہت زیادہ لوگوں کے لیے بہت زیادہ مہنگا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگ غیر تربیت یافتہ ڈاکٹروں اور عطائیوں کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہوتے ہیں جس کے عموماً انتہائی نقصان دہ نتائج نکلتے ہیں۔
- پاکستان ایسوسی ایشن برائے ذہنی صحت کے مطابق، پاکستان میں ذہنی مسائل میں مبتلا لوگوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ اس بات کے شواہد نہیں ہیں کہ پاکستان نے ڈبلیو ایچ او کے ذہنی صحت پر جامع ایکشن پلان کے حوالے سے کوئی مربوط حکمت عملی بنائی ہو۔
- متعدی بیماریوں پر قابو پانا ایک بڑا چیلنج رہا، جبکہ غیر متعدی بیماریوں جیسے کہ دل کی بیماری، فالج کا حملہ، ذیابیطس،

ہائی بلڈ پریشر، اور مختلف قسم کے سرطان میں اضافہ ہو رہا ہے۔

رہائشی سہولیات

- زمین ہتھیانے اور ناجائز تجاوزات کے خلاف چند قابل ذکر اقدامات کیے گئے، مگر ان رجحانات اور غیر قانونی قبضے اور چائنہ کٹنگ کا سلسلہ جاری رہا خاص طور پر بڑے شہروں میں۔
- ایک ایسی صورتحال میں جبکہ ملک میں تقریباً 70 لاکھ سے ایک کروڑ گھروں کی قلت ہے، حکومت کا ملک بھر میں 50 لاکھ سستے گھر بنانے کا وعدہ بہت بڑا چیلنج ثابت ہوسکتا ہے، خاص طور پر اس اعلان کے بعد کہ درخواست گزاروں کو اپنے گھروں کی تعمیر کی 20 فیصد لاگت برداشت کرنا ہوگی۔
- حکام کو غیر قانونی' مکینوں کو رہائشی علاقوں سے بے دخل کرنے اور غیر قانونی عمارتوں کو گرانے کے دوران بعض اوقات شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔
- چھت اور دیواریں گرنے اور اس کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں کی متعدد اطلاعات نے گھروں اور عمارتوں کی تعمیر کے غیر معیاری ہونے کی حقیقت کو بے نقاب کیا ہے۔

ماحولیات

- ژیل کے ماحولیاتی پرفارمنس گوشوارے 2018 کے مطابق، پاکستان میں آبی آلودگی، صفائی کے فقدان، اور بھاری دھاتوں کے ملک پر پڑنے والے اثرات کے باعث ہر سال 340,000 اموات ہوتی ہیں۔
- پاکستان ماحولیاتی تبدیلی سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے دس ممالک میں شامل ہے۔ گزشتہ دو عشروں کے دوران شدید قسم کے موسمی واقعات نے ملک کی آبادی اور معیشت کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔
- اطلاعات کے مطابق، بلوچستان، سندھ اور ملک کے دیگر حصوں کو خشک سالی جیسی صورتحال کا سامنا رہا، اور تھر کا علاقہ خاص طور پر متاثر ہوا۔
- عالمی بینک کی ایک رپورٹ میں فضلے کو ٹھکانے لگانے کے نظام اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی میں وسائل صرف کرنے کی تجویز پیش کی گئی تاکہ بیماریوں کے پھیلاؤ پر قابو پایا جاسکے۔
- پاکستان کول فائرڈ پلانٹس لگا رہا ہے باوجود اس حقیقت کے کہ دنیا میں رکازی ایندھن (Fossil Fuel) کی جگہ قابل تجدید ایندھن استعمال کرنے کا رجحان پروان چڑھ رہا ہے۔ تھر کول سی پیک کے مجوزہ 17 پاور پلانٹس میں سے نو کو ایندھن فراہم کرے گا۔
- اطلاعات کے مطابق، پنجاب حکومت بہاولپور میں قائداعظم سولر پاور پراجیکٹ کا فورینسک آڈٹ کروا رہی تھی کیونکہ پراجیکٹ اور اس سے پیدا ہونے والی بجلی کی لاگت پر سوالات اٹھائے گئے تھے۔

ستمبر میں چیف جسٹس نے جبری گمشدگیوں سے متعلق تحقیقاتی کمیشن کی جانب سے عدالت میں لاپتہ افراد سے متعلق جمع کرائی گئی رپورٹ کا جائزہ لینے کے لیے ایک دورکنی خصوصی بینچ تشکیل دیا تاکہ لاپتہ 'افراد کے طویل عرصے سے زیر التوا مقدمات کی تحقیقات کی نگرانی کی جاسکے، کمیشن کی کارروائیوں کی جانچ کی جاسکے، اور کمیشن کی جانب سے جاری کیے گئے پروڈکشن آرڈرز پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جاسکے۔ تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا کہ اسے سال کے دوران 5,349 کیسز موصول ہوئے جن میں سے 3,519 مقدمات نمٹائے جاچکے تھے، اور کمیشن بقیہ 1,830 کیسز پر کام کررہا تھا۔

16 اکتوبر 2018ء کو کمیشن نے خصوصی بینچ کو ماہانہ پیش رفت رپورٹ جمع کرائی جس میں اس نے کہا کہ ستمبر 2018ء میں 36 'لاپتہ' افراد کا سراغ لگایا گیا۔ ان میں سے 14 افراد شدت پسندوں کے لیے قائم کیے گئے مختلف حراستی مراکز میں قید تھے۔ کمیشن نے نومبر میں موصول ہونے والے 84 کیسز میں سے 78 کو حل کرنے کا دعویٰ کیا۔

جن افراد کا سراغ لگایا گیا	70
اپنے گھروں کو واپس لوٹنے والے	22
حراستی مراکز/جیلوں میں قید	02
جبری گمشدگی کا کیس نہ ہونے/نامکمل پتے کی بناء پر خارج کیے گئے مقدمات	08

نقصان کا تخمینہ

جبری گمشدگیوں کے واقعات کی اطلاعات بڑی تعداد میں موصول ہوتی رہیں اور بہت سے واقعات یا تو تلافی کے طریقہ کار کی غیر موجودگی کے باعث یا اس وجہ سے رپورٹ نہیں ہوتے کہ احتجاج یا مظاہرے لاپتہ افراد کی زندگیوں کو خطرے میں ڈال سکتے ہیں۔ ایچ آر سی پی نے ایک بیان میں کہا کہ؛ جبری گمشدہ افراد کے متعلق مستند اعداد و شمار کی کمی، سرکاری اعداد و شمار اور فیلڈ سے موصول ہونے والی اطلاعات میں فرق سے اس امر کی واضح نشاندہی ہوتی ہے کہ ریاست اس معاملے کو مزید پس پشت ڈالنے کی متحمل نہیں ہوسکتی۔

نومبر میں، بی این پی - مینگل کے سربراہ سردار اختر مینگل نے اس چیز پر شکوک و شبہات کا اظہار کیا کہ پاکستان میں صورتحال بہتر ہوگی کیونکہ بلوچستان سے نو خواتین سمیت 235 افراد کو لاپتہ کیا جا چکا تھا۔ 25 جولائی سے 30 اکتوبر 2018ء کے دوران خاندانوں نے 45 نعشیں وصول کیں اور اطلاعات کے مطابق بلوچستان میں 5,000 افراد اب بھی لاپتہ ہیں۔ ان کے مطابق، جب خاندان کے کسی فرد کو لاپتہ کردیا جاتا ہے تو لوگ ایف آئی آر درج کرانے سے گھبراتے ہیں کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو انہیں قانون نافذ کرنے والے اداروں کی طرف سے دھمکیاں ملتی ہیں۔ سردار اختر نے دعویٰ کیا کہ انسانی حقوق کے کارکن، قوم پرست اور ایسے لوگ جو جبری گمشدگی کے مسئلے کو سوشل میڈیا پر اجاگر کرتے ہیں انہیں بھی انٹیلی جنس ایجنسیاں اٹھا کر لے جاتی ہیں۔

بلوچ ہیومن رائٹس آرگنائزیشن اور ہیومن رائٹس کونسل آف بلوچستان نے اپنی ششماہی رپورٹ

’بلوچستان میں انسانی حقوق کی صورتحال‘ میں کہا کہ انہیں سال کے پہلے چھ ماہ کے دوران جبری گمشدگیوں کی 541 ’جزوی اطلاعات‘ موصول ہوئیں۔ زیادہ تر واقعات میں ’سکیورٹی فورسز نے لوگوں کو ان کے گھروں سے پورے خاندانوں اور ارد گرد کے لوگوں کے سامنے اٹھایا‘۔

مارچ میں ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کہا کہ اقوام متحدہ کے جبری گمشدگیوں سے متعلق ورکنگ گروپ کے پاس پاکستان سے متعلق 700 کیسز زیر التوا تھے۔

احتجاج اور ایذا رسانی

31 مارچ کو لاہور پریس کلب کے باہر ایک احتجاجی کیمپ لگایا گیا جس میں 2010ء کے عدالتی کمیشن کی رپورٹ جاری کرنے اور جبری گمشدگیوں کو جرم قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

اپریل میں کوئٹہ پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے لاپتہ ساغر بلوچ کی بہن حمیدہ بلوچ نے حکومتِ پاکستان، عدالت عظمٰی، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق، اور سول سوسائٹی سے اپیل کی کہ وہ اس کے بھائی ساغر، جو یونیورسٹی آف کراچی میں بی ایس سیاسیات کا طالب علم تھا اور 20 نومبر 2017ء کو لاپتہ ہوا تھا، کی بازیابی کے لیے آواز اٹھائیں۔

لاپتہ سندھی کارکنوں کے خاندانوں نے کراچی میں 20 سے 22 مئی تک 72 گھنٹے کی بھوک ہڑتال کی جس کے دوران انہوں نے اپنے اغواء شدہ رشتے داروں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کراچی پریس کلب کے باہر احتجاجی کیمپ لگایا۔ کئی سیاسی جماعتوں اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے بھی ان کے احتجاج میں حصہ لیا۔ پولیس اور رینجرز نے کیمپ کو گھیرے میں لے لیا اور مظاہرین پر لاٹھی چارج کیا۔ مقامی پولیس کو مظاہرین کو مارتے ہوئے اور خواتین کے ساتھ غیر مہذب طریقے سے پیش آتے ہوئے دیکھا گیا۔

مئی میں، انسانی حقوق کی تنظیموں کے کارکنوں، سول سوسائٹی کے اراکین، اور قوم پرست جماعتوں نے سندھ میں 146 جبری گمشدگیوں کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ریلیاں نکالیں اور حیدرآباد پریس کلب کے باہر 72 گھنٹے تک بھوک ہڑتال کی۔ انہوں نے کراچی پریس کلب کے باہر پر امن مظاہرین اور لاپتہ افراد کے خاندانوں پر حملے میں ملوث قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں کی گرفتاری اور انہیں مثالی سزائیں دینے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے اسلام آباد پریس کلب کے باہر قائداعظم یونیورسٹی کی مہران کونسل کے اراکین پر حملے میں ملوث پولیس اہلکاروں کی گرفتاری کا بھی مطالبہ کیا۔

اگست میں، یونیورسٹی کے طالب علموں نے سکیورٹی ایجنسیوں کے ہاتھوں بڑھتی ہوئی جبری گمشدگیوں کے خلاف لاہور میں ایچ آر سی پی کی جانب سے منعقد کیے گئے احتجاجی مظاہرے میں حصہ لیا۔ ایچ آر سی پی کا دعویٰ ہے کہ اسے اغواء کی 3,300 شکایات موصول ہوئیں۔ ان میں سے زیادہ تر شکایات ملک کے ان علاقوں سے موصول ہوئیں جہاں سکیورٹی فورسز کی ایک بہت بڑی تعداد تعینات ہے۔ جبری گمشدگیوں کے متاثرین کے عالمی دن کے موقع پر جاری کیے گئے ایک بیان میں ایچ آر سی پی نے اس بات پر زور دیا کہ جبری گمشدگی آزادی، سلامتی اور زندگی کے حق کے منافی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جبری گمشدہ فرد کو ایذا رسانی یا غیر انسانی یا ذلت آمیز سلوک کا نشانہ نہ بنائے

جانے کے حق کی کوئی ضمانت نہیں ملتی اور اس کے باعث شفاف ٹرائل یا مؤثر تلافی کا حق اس فرد کی پہنچ سے مکمل طور پر باہر ہو جاتا ہے۔ متاثرین کے خاندانوں اور دوستوں اور عوام کو جبری گمشدگی کے حالات وواقعات کی حقیقت جاننے کے حق سے محروم رکھا جاتا ہے۔

19 نومبر کو، بلوچستان میں جبری گمشدگیوں کے خلاف صوبے بھر میں بڑی بڑی ریلیاں نکالی گئیں۔ شروع میں متاثرہ خاندانوں نے کوئٹہ پریس کلب کے باہر کیمپ لگایا تاہم بعدازاں انہیں وہاں سے اٹھا دیا گیا اور انہوں نے وزیراعلیٰ کے گھر کے باہر اپنا دھرنا جاری رکھا۔ انہوں نے حکومت سے ایسے واقعات میں معینہ قانونی طریقہ کار اپنانے کا مطالبہ کیا۔ ایچ آر سی پی نے خاندانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا کہ خواتین، بچوں اور بزرگوں کی ایک بڑی تعداد کو صرف یہ کہنے کے لیے سردی میں کھلی ہوا میں کیمپ لگانا پڑا کہ ان کی بات کو سنا جائے اور ان کے آئینی حقوق کا احترام کیا جائے۔ بعدازاں حکومت نے خاندانوں کو یقین دہانی کرائی کہ ان کے مطالبات کو سنا جائے گا۔

دسمبر میں اطلاعات کے مطابق، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے طالب علموں نے اپنے ایک ہم جماعت کی جبری گمشدگی کے خلاف احتجاج کیا۔ جیاند بلوچ، ان کے والد اور 13 سالہ بھائی کو مبینہ طور پر سکیورٹی فورسز کے اہلکار 30 مئی کو کوئٹہ میں ان کی رہائش گاہ سے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔

ہوسکتا ہے مطالبات کو سنا جاتا ہو لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کو پورا بھی کیا جائے گا۔ اپنے آخری عالمی سلسلہ وار جائزے کے دوران، پاکستان نے 'ضابطہ تعزیرات میں جبری گمشدگیوں کو جرم قرار دینے اور جبری گمشدگیوں سے متعلق تحقیقاتی کمیشن کو مستحکم کرنے' کی سفارش کی حمایت کی تاکہ 'کمیشن اپنے مشن کو مکمل طور پر انجام دے سکے'۔ محض ضابطہ تعزیرات میں جبری گمشدگیوں کو شامل کرنا کافی نہیں۔ جب تک حکومت ایک ایسا آئینی کمیشن یا ٹربیونل تشکیل نہیں دیتی جو سپریم کورٹ کو جوابدہ ہو اور بیرونی مداخلت سے آزاد ہو، اس جرم کے خاتمے اور متاثرین اور ان کے خاندانوں کی دادرسی کا عمل التواء کا شکار رہے گا اور لاپتہ افراد کے مقدمات میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

جبری گمشدگیوں کے موضوع سے متعلق ایک حکومتی بل 2014ء سے پارلیمنٹ میں زیرالتواء ہے۔ یہ بل جبری گمشدگیوں کو جرم قرار دیتا ہے اور تجویز کرتا ہے کہ جبری گمشدگیوں کے متاثرین کا سراغ لگانے کے لیے ٹربیونل تشکیل دیئے جائیں اور یہ ٹربیونل جبری گمشدگیوں کے مقدمات کو ٹرائل کے لیے سیشن عدالتوں کو بھیجیں۔ لیکن نئی حکومت نے عندیہ دیا کہ یہ ایک نیا بل وضع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

سفارشات

- ☆ تمام افراد کو جبری یا غیر رضاکارانہ گمشدگیوں سے تحفظ فراہم کرنے کے عالمی معاہدے کی توثیق کی جائے۔
- ☆ جبری گمشدگیوں سے متعلق تحقیقاتی کمیشن کی جگہ ایک آئینی کمیشن قائم کیا جائے جو عدالت عظمیٰ کو جوابدہ ہو۔
- ☆ ایکشن اِن ایڈ آف سول پاور ریگولیشن کے تحت حراستی مراکز بحال رکھنے کے جواز پر نظرثانی کی جائے۔